نفی الفیٔ عمّن استنار بنورہٖ کلّ شیٔ

۱۳۹۶ھ

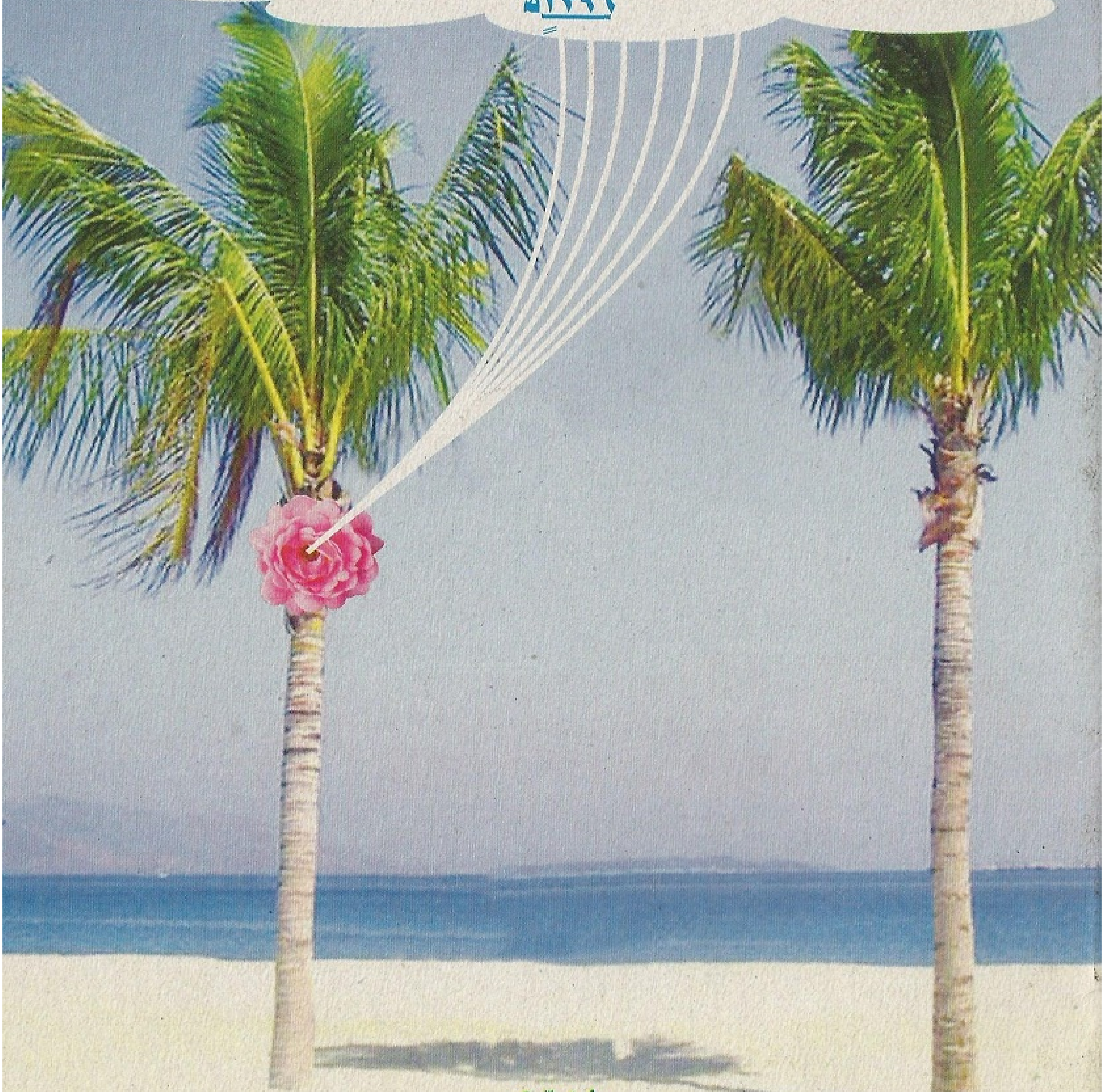

مُصنّف

مجدّدِ دین وملّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرکز اہل السنّۃ برکات رضا

شارع امام احمد رضا،
فوربندر۔(غوجرات۔الہند)

www.Markazahlesunnat.com

نفی الفیء

عمن استنار بنورہ کل شیء

١٢٩٦ھ

(اس ذات اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی)

www.Markazahlesunnat.com

مصنف

امام اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خاں محقق بریلوی

قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

ناشر

مرکز اھل سنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، پور بندر (گجرات)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: نفی الفیٔ عمن استنار بنورہ کل شیٔ (١٢٩٦ھ)

مصنف: امام اہل سنت امام احمد رضا خاں محقق بریلوی

تخریج وتصحیح: مولانا نذیر احمد سعیدی/مولانا حافظ شہزاد ہاشمی/مولانا غلام حسن

کمپوزنگ: شاہد حسین/محمد معین ترکی، برکاتی، پور بندر

پروف ریڈنگ: مولانا محمد انجم القادری، مصباحی

تعداد: ١١٠٠

سن اشاعت: ١٤٢٩ھ/٢٠٠٨ء

ناشر: مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر (گجرات)

باہتمام: علامہ عبدالستار ہمدانی، مصروف برکاتی، نوری

ملنے کے پتے

- Darul Uloom Ghause Aazam, Porbandar - 360575
- Mohammadi Book Depot, Matia Mahal, Delhi-6
- Kutub Khana Amjadia, Matia Mahal, Delhi-6
- Farooqia Book Depot, Matia Mahal, Delhi-6

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ:

ازلشکر گوالیار، محکمہ ڈاک دربار، مرسلہ: مولوی نور الدین احمد صاحب، ۲۸/ ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ تھا یا نہیں؟ بینوا؟ توجروا. (بیان کرو؟ اجر پاؤ گے۔ت)(۱)

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم، الحمد لله الذی خلق قبل الأشیاء نور نبینا من نوره، و فلق الأنوار جمیعا من لمعات ظهوره، فهو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نور الأنوار، وممد جمیع الشموس و الأقمار، سماه ربه فی کتابه الکریم، **نورا و سراجا منیرا**، فلولا أنار لما استنارت شمس، ولا تبین یوم من أمس، ولا تعین وقت للخمس، صلی الله تعالی علیه وعلی المستنیرین بنوره المحفوظین عن الطمس، جعلنا الله تعالیٰ منهم فی الدنیا و یوم لا یسمع إلا همس.

(ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تمام اشیا سے قبل ہمارے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا، اور تمام نوروں کو آپ کے ظہور کے جلووں سے بنایا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نوروں کے نور اور ہر شمس وقمر کے مدد ہیں۔ آپ کے رب نے اپنی کتاب کریم میں آپ کا نام 'نور' اور 'سراج منیر' رکھا ہے۔ اگر آپ جلوہ فگن نہ ہوتے تو سورج روشن نہ ہوتا، نہ آج کل سے ممتاز ہوتا اور نہ ہی خمس کے لیے وقت کا تعین ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے اور آپ کے نور سے

(۱) (ت) ترجمہ: حضرت مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی

مستنیر ہونے والوں پر جو مٹ جانے سے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بنائے دنیا میں اور اس دن جس میں نہیں سنائی دے گی مگر بہت آہستہ آواز۔ت)

بے شک اس مہر سپہر اصطفا، ماہ منیر اجتبا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا، اور یہ امر احادیث واقوال علمائے کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ وجہابذہ فضلا مثل حافظ رزین محدث، علامہ ابن سبع صاحب "شفاء الصدور"، امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ"، امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہٗ، علامہ حسین بن محمد دیار بکری، اصحاب "سیرت شامی"، "سیرت حلبی"، امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی، امام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب "الوفاء"، علامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحب "نسیم الریاض"، امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب "مواهب لدنیه و منح محمدیه"، فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح "مواهب"، شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی، جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی، بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی، شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلہ فاضلین ومقتدایان کہ آج کل کے مدعیان خام کاروان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل وقاضی نقل نے باہم اتفاق کرکے اس کی تاسیس وتشیید کی۔

"فقد أخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم یکن یریٰ له ظل فی شمس ولا قمر."(۱)

حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا

(۱) الخصائص الکبریٰ بحوالہ الحکیم الترمذی، باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل، مرکز اہل سنت، گجرات، الہند، ۱/ ۲۸

تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔

سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

"قال: لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ظل، ولم يقم مع شمس قط إلا غلب ضؤوه ضوء الشمس، ولم يقم مع سراج قط إلا غلب ضوؤه على ضوء السراج."(۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیا میں مگر یہ کہ حضور کے تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔

امام علامہ حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب "الخصائص الکبریٰ" میں اس معنیٰ کے لیے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکوان ذکر کرکے نقل کیا:

"قال ابن سبع: من خصائصه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أن ظله كان لا يقع على الأرض و إنه كان نورا فكان إذا مشى في الشمس أو القمر لا ينظر له ظل. قال بعضهم: و يشهد له حديث قوله صلى الله تعالى عليه وسلم في دعائه: واجعلني نورا."(۲)

یعنی ابن سبع نے کہا: حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے، تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علما نے فرمایا اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ: مجھے نور کردے۔

نیز "أنموذج اللبيب فى خصائص الحبيب صلى الله تعالىٰ عليه وسلم"

---

(۱) الوفاء باحوال المصطفیٰ، الباب التاسع والعشرون، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد۔ ۲/۴۰۷

(۲) الخصائص الکبریٰ، باب الآیۃ فی انہ ﷺ لم یکن یری لہ ظل، مطبوعہ: مرکز اہل سنت، گجرات۔ ۱/۶۸

باب ثانی، فصل رابع میں فرماتے ہیں:

"لم يقع ظله على الأرض، ولا رئي له ظل في شمس ولا قمر، قال ابن سبع: لأنه كان نورا. قال رزين: لغلبة أنواره."(۱)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا: اس لیے کہ حضور نور ہیں۔ امام رزین نے فرمایا: اس لیے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ "شفاء شریف" میں فرماتے ہیں:

"وما ذكر من أنه كان لا ظل لشخصه في شمس ولا قمر لأنه كان نوراً."(۲)

یعنی حضور کے دلائل نبوت وآیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لیے کہ حضور نور ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح "نسیم الریاض" میں فرماتے ہیں:

دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث "کتاب الوفاء" ذکر کرکے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: سایہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت وفضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں

---

(۱) انموذج اللبیب

(۲) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل ومن ذلک ماظہر من الآیات، مطبوعہ: دار الکتب العربیہ، بیروت۔ ۱/۲۲۵

جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علیٰ نور ہیں۔

وھذا ما نصه الخفاجی (خفاجی کی عبارت یہ ہے):

"(و) ومن دلائل نبوته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم (**ما ذكر**) بالبناء للمجهول والذی ذكره ابن سبع(**من أنه**)بيان لـ 'ما' الموصولة (**لا ظل لشخصه**) أی لجسده الشريف اللطيف إذا كان (**فی شمس ولا قمر**) مما ترىٰ فيه الظلا ل لحجب الأجسام ضوء النيرين ونحوهما وعلل ذلك ابن سبع بقوله (**لأنه**) صلى الله تعالى عليه وسلم (**كان نورا**) والأنوار شفافة لطيفة لا تحجب غيرها من الأنوار، فلا ظل لها كما هو مشاهد فی الأنوار الحقيقية، وهذا رواه صاحب "**الوفاء**" عن ابن عباس رضی الله تعالىٰ عنهما قال: لم يكن لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ظل ولم يقم مع شمس إلا غلب ضوؤه ضوء ها، وقد تقدم هذا، والكلام عليه ورباعيتها فيه وهی:

ما جر ظل أحمد أذيال   فی الأرض كرامة كما قد قالوا
هذا عجب وكم به من عجب   والناس بظله جميعا قالوا

و'**قالوا**' هذا من القيلولة، وقد نطق القرآن: بأنه النور المبين وكونه بشرا لاينافيه كما توهم فإن فهمت فهو نور على نور، فإن النور هوالظاهر بنفسه المظهر لغيره وتفصيله فی "**مشكوٰة الأنوار**"، إنتهىٰ."(۱)

(حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دلائل نبوت سے ہے وہ جو مذکور ہوا، اور وہ جو ابن سبع نے ذکر فرمایا کہ آپ کے تشخص یعنی جسم اطہر ولطیف کا سایہ نہ ہوتا جب آپ دھوپ اور چاندنی میں تشریف فرما ہوتے یعنی وہ روشنیاں جن میں سائے دکھائی دیتے ہیں کیوں کہ اجسام،

(۱) نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، مطبوعہ: مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات، الہند۔ ۲۸۲/۳

شمس وقمر وغیرہ کی روشنی کے لیے حاجب ہوتے ہیں۔ ابن سبع نے اس کی علت یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں اور انوار شفاف ولطیف ہوتے ہیں وہ غیر کے لیے حاجب نہیں ہوتے اور ان کا سایہ نہیں ہوتا جیسا کہ انوار حقیقت میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کو صاحب وفاء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، نہ کھڑے ہوئے آپ کبھی سورج کے سامنے مگر آپ کا نور سورج پر غالب آ گیا، اور نہ قیام فرمایا آپ نے چراغ کے سامنے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا۔ یہ اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے اور اس سلسلہ میں رباعی جو کہ یہ ہے:

- حضرت امام الانبیا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ اقدس نے آپ کی کرامت و فضیلت کی وجہ سے دامن زمین پر نہیں کھینچا جیسا کہ لوگوں نے کہا۔
- یہ کتنی عجیب بات ہے کہ عدم سایہ کے باوجود سب لوگ آپ کے سایہ رحمت میں آرام کرتے ہیں۔

یہاں 'قالوا' قیلولة سے مشتق ہے (نہ کہ قول سے) تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔ اگر تو سمجھے تو آپ نور علیٰ نور ہیں، کیوں کہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل "مشکوٰۃ الانوار" میں ہے۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم "مثنوی شریف" میں فرماتے ہیں ۔

چوں فنائش از فقر پیرایہ شود   او محمد وار بے سایہ شود (۱)

(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہو جاتی ہے تو وہ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح بغیر سایہ کے ہو جاتا ہے۔ ت)

(۱) مثنوی معنوی، در صفت آں بیخود کہ در بقای حق فانی شدہ است دفتر پنجم، مطبوعہ: نورانی کتب خانہ، پشاور۔ ص ۱۹

مولانا بحرالعلوم نے "شرح" میں فرمایا:

"درمصرع ثانی اشارہ بمعجزہ آں سرورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ آں سرورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راسایہ نمی افتاد۔"(۱)

(دوسرے مصرعے میں سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پرنہیں پڑتا تھا۔ت)

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ "مواھب لدنیہ و منح محمدیہ" میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی، پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث "اجعلنی نوراً" (مجھے نور بنادے۔ت) سے استشہاد ذکر کیا۔ حیث قال: (امام قسطلانی نے فرمایا: ت)

"لم یکن له صلی الله تعالیٰ علیه و سلم ظل فی شمس و لا قمر. [رواه الترمذی عن ذکوان] وقال ابن سبع: کان صلی الله تعالی علیه و سلم نوراً، فکان إذا مشی فی الشمس أوالقمر لا یظهر له ظل. قال غیره: ویشهد له قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی دعائه "واجعلنی نوراً."(۲)

دھوپ اور چاندنی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا۔ [اس کو ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا۔] ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس کے غیر نے کہا اس کا شاہد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ دعا میں کہتے کہ اے اللہ! مجھے نور بنادے۔

اسی طرح "سیرت شامی" میں ہے:

(۱) مثنوی معنوی، درصفت آں بیخود کہ دربقای حق فانی شدہ است دفتر پنجم، مطبوعہ: نورانی کتب خانہ، پشاور۔ص 19

(۲) المواھب الدنیہ، المقصد الثالث، الفصل الاول، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت۔ ۳۰۷/۲

"وزاد عن الإمام الحکیم قال: معناه لئلا یطأ علیه کافر فیکون مذلة له."(۱)

یعنی امام ترمذی نے یہ اضافہ کیا: اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھے کیوں کہ اس میں آپ کی توہین ہے۔

اقول:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لیے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا تھا اس سے دریافت فرمایا، بولا: بات یہ ہے کہ اور تو کچھ قابو ہم تم پر نہیں پاتے جہاں، جہاں تمھارا سایہ پڑتا ہے اسے اپنے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں۔ ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عزجلالہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا۔ نیز اسی طرح "سیرت حلبیہ" میں ہے: قدر ما فی شفاء الصدور.

محمد زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ "شرح" میں فرماتے ہیں:

حضور کے لیے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں، جیسا کہ ابن سبع نے کہا۔ اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں: سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب تھا اور بعض علما نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔ وھذا کلامه برمته (زرقانی کی اصل عبارت)

"**(ولم یکن له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ظل فی شمس ولا قمر)** لأنه کان نورا کما قال ابن سبع: وقال رزین: لغلبة أنواره. قیل: وحکمة ذلک صیانته عن أن یطأ کافر علی ظله [رواه الترمذی الحکیم عن ذکوان] أبی صالح السمان الزیات المدنی أو أبی عمرو المدنی مولی عائشة رضی الله تعالیٰ عنها و کل منهما ثقة من التابعین فهو مرسل لکن روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی الله

(۱) سبل الھدیٰ والرشاد، الباب العشرون فی مشیہ صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔ ۹۰/۲

تعالیٰ عنهما: لم یکن للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط إلا غلب ضوؤه ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط إلا غلب ضوؤه ضوء السراج **(وقال ابن سبع: کان صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نورا فکان إذا مشی فی الشمس والقمر لا یظهر له ظل)** لأن النور لا ظل له **(قال غیره: ویشهد له قوله صلی الله تعالی علیه وسلم فی دعائه)** لما سئل الله تعالیٰ أن یجعل فی جمیع أعضائه وجهاته نوراً ختم بقوله **(واجعلنی نورا)** والنور لا ظل له وبه یتم الاستشهاد."(۱)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاندنی میں، کیوں کہ آپ نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے فرمایا۔ رزین نے فرمایا عدم سایہ کا سبب آپ کے انوار کا غلبہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی حکمت آپ کو بچانا ہے اس بات سے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر اپنا پاؤں رکھے۔ اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے ذکوان ابو صالح السمان زیات المدنی سے یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمرو المدنی سے اور وہ دونوں ثقہ تابعین میں سے ہیں، چنانچہ یہ حدیث مرسل ہوئی، مگر ابن مبارک اور ابن جوزی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، آپ کبھی بھی سورج کے سامنے جلوہ افروز نہ ہوئے مگر آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آ گیا اور نہ ہی کبھی آپ چراغ کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آ گئی۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے۔ آپ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نمودار نہ ہوتا کیوں کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، اس کے غیر نے کہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات اس کے شاہد ہیں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ آپ کے تمام

(۱) شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیہ، المقصد الثالث، الفصل الاول، مطبوعہ: دار المعرفة، بیروت۔ ۲۲۰/۴

اعضا اور جہات کو نور بنا دے، اور آخر میں یوں کہا: اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اسی کے ساتھ استدلال تام ہوا۔

علامہ حسین بن محمد دیار بکری "کتاب الخمیس فی أحوال أنفس نفیس " (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) 'النوع الرابع ما اختص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ من الکرامات' میں فرماتے ہیں:

"لم یقع ظله علی الأرض ولا رئی له ظل فی شمس ولا قمر."(۱)

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

بعینہ اسی طرح کتاب "نور الأبصار فی مناقب آل بیت النبی الأطهار" میں ہے۔

امام نسفی "تفسیر مدارك شریف" میں زیر قولہ تعالیٰ:

﴿لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ [النور:۱۲]

کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔ [کنز الایمان]

فرماتے ہیں:

"قال عثمان رضی الله تعالیٰ عنه: إن الله ما أوقع ظلك علی الأرض لئلا یضع إنسان قدمه علی ذلك الظل."(۲)

امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی "بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔"

امام ابن حجر مکی "أفضل القری" میں زیر قول ماتن قدس سرہٗ:

لم یساووك فی علاك وقد حا   ل سنا منك دونهم وسناء(۳)

(۱) تاریخ الخمیس، القسم الثانی، النوع الرابع، مطبوعہ: مؤسسۃ شعبان، بیروت۔ ۲۱۹/۱

(۲) مدارک التنزیل (تفسیر النسفی)، تحت الآیت ۲۴/۱۲، مطبوعہ: دار الکتاب العربی، بیروت۔ ۱۲۵/۳

(۳) ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ، الفصل الاول، مطبوعہ: حزب القادریہ، لاہور۔ ص ۶

انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔

فرماتے ہیں:

"ھذا مقتبس من تسمیتہ تعالیٰ لنبیہ نورا فی نحو: ﴿**قد جاء کم من اللہ نور و کتٰب مبین**﴾ و کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم یکثر الدعاء بأن اللہ تعالیٰ یجعل کلا من حواسہ و أعضائہ و بدنہ نوراً، إظھاراً لوقوع ذلک و تفضل اللہ تعالیٰ علیہ بہ لیزداد شکرہ و شکر امتہ علی ذلک کما أمرنا بالدعاء الذی فی اٰخر سورۃ البقرۃ مع وقوعہ و تفضل اللہ تعالیٰ بہ لذلک و مما یؤید أنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم صار نورا أنہ کان إذا مشی فی الشمس أوالقمر لم یظھر لہ ظل لأنہ لا یظھر إلا لکثیف وھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم قد خلصہ اللہ من سائر الکثائف الجسمانیۃ وصیرہ نورا صرفا لایظھر لہ ظل أصلا."(۱)

یعنی یہ معنی اس سے لیے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام 'نور' رکھا مثلاً اس آیت میں کہ (بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب۔) اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الٰہی! میرے تمام حواس و اعضا، سارے بدن کو نور کردے۔ اور اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لیے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کر دیا تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا کریں۔ جیسے ہمیں حکم ہوا کہ سورہ بقرہ شریف کے آخر کی دعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہار وقوع وحصول فضل الٰہی کے لیے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور محض ہوجانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لیے

(۱) افضل القریٰ لقراء ام القریٰ (شرح ام القریٰ) شرح شعر ۲، مطبوعہ: المجمع الثقافی، ابوظبی۔ ۱/۱۲۸ و ۱۲۹

کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کرکے نرا نور کردیا لہٰذا حضور کے لیے سایہ اصلاً نہ تھا۔

علامہ سلیمان جمل "فتوحات احمدیہ شرح ھمزیہ" میں فرماتے ہیں:

"لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ظل یظھر فی شمس و لا قمر."(۱)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ظاہر ہوتا نہ چاندنی میں۔

فاضل محمد بن فہمیہ کی "إسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وأھل بیتہ الطاھرین" میں 'ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' میں ہے:

"وإنہ لا فیئ لہ."(۲)

حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لیے سایہ نہ تھا۔

"مجمع البحار" میں "برمزش" یعنی "زبدہ شرح شفاء شریف" میں ہے:

"من أسمائہ صلی اللہ تعالی علیہ و سلم النور قیل من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم أنہ إذا مشی فی الشمس والقمر لایظھر لہ ظل."(۳)

حضور کا ایک نام مبارک 'نور' ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز "مدارج النبوۃ" میں فرماتے ہیں:

"ونبود مرآنحضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ، نہ در آفتاب و نہ در قمر. [رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی "نوادر الأصول"] وعجب است ایں بزرگان کہ ذکر نکردند چراغ را و نور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ

(۱) الفتوحات الاحمدیہ علی متن الہمزیہ، سلیمان جمل، مطبوعہ: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر۔ ص ۵
(۲) اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ واہل بیتہ الطاہرین علی ہامش الابصار، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت۔ ص ۷۹
(۳) مجمع بحار الانوار، باب نون، تحت لفظ "النور"، مطبوعہ: مکتبہ دار الایمان مدینۃ المنورہ۔ ۴/۸۲۰

تعالیٰ علیه وسلم ونور را سایه نمی باشد. إنتهی."(۱)

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان، اور تعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور ''نور'' حضور کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

جناب شیخ مجدد جلد سوم "مکتوبات" مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں:

"او را صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم سایه نبود در عالم شهادت سایه هر شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف ترے از وے صلی الله تعالیٰ علیه وسلم در عالم نباشد او را سایه چه صورت دارد."(۲)

(آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے، اور چوں کہ جہان بھر میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیوں کر ہوسکتا ہے! ت)

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں:

"واجب را تعالیٰ چرا ظل بود که ظل موهم تولید به مثل است و مبنی از شائبه عدم کمال لطافت اصل، هرگاه محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونه ظل باشد."(۳)

(اللہ تعالیٰ کا سایہ کیوں کر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں ہے۔ دیکھیے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیوں کر ممکن ہے۔ ت)

(۱) مدارج النبوۃ، باب اول، بیان سایہ، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، ۱/۲۱
(۲) مکتوبات امام ربانی، مکتوب صدم، مطبوعہ: نولکشور، لکھنؤ، ۳/۱۸۷
(۳) مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۱۲۲، مطبوعہ: نولکشور، لکھنؤ، ۳/۲۳۷

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب "تفسیر عزیزی" سورہ والضحیٰ میں لکھتے ہیں:

"سایۂ ایشاں بر زمیں نمی افتاد."(۱) (آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔ ت)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہٗ:

استدلال امام ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علما نے حدیث "واجعلنی نورا" (مجھے نور بنادے۔ ت) استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا، ہمارے مدعا پر دلالت واضحہ یہ ہے، دلیل شکل اول بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغریٰ یہ کہ 'رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں'، اور کبریٰ یہ کہ 'نور کے لیے سایہ نہیں'، جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی: 'رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا'، آپ ہی پائے گا، مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، 'کبریٰ' تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماورا سے حاجب، نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے۔ اس لیے دیکھو آفتاب کے لیے سایہ نہیں، اور 'صغریٰ' یعنی: حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں مگر تبکیت معاندین کے لیے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ [الأحزاب:۴۵/۴۶]

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ [کنز الایمان]

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں، اور خود قرآن عظیم میں

(۱) فتح العزیز (تفسیر عزیزی)، پ عم، سورۃ الضحیٰ، مطبوعہ: مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی۔ ص ۳۱۲

آفتاب کو سراج فرمایا:

﴿وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾[النوح:۱۶]

اور ان میں چاند کو روشنی کیا اور سورج کو چراغ۔[کنز الایمان]

اور فرماتا ہے:

﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ [المائدۃ:۱۵]

بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔[کنز الایمان]

علما فرماتے ہیں: یہاں ’نور‘ سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اسی طرح آیت کریمہ

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى﴾[النجم:۱]

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم! جب یہ معراج سے اترے۔[کنز الایمان]

میں امام جعفر صادق اور آیت کریمہ:

﴿وَمَا اَدْرٰكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾ [الطارق:۲/۳]

اور کچھ تم نے جانا؟ وہ رات کو آنے والا کیا ہے؟ چمکتا تارا۔[کنز الایمان]

میں بعض مفسرین ’نجم‘ اور ’نجم الثاقب‘ سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں۔ ﷺ (۱)

بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک دعا منقول، جس کا خلاصہ یہ ہے:

”اللھم اجعل فی قلبی نورا، وفی بصری نوراً، وفی سمعی نوراً، وفی عصبی نورا، وفی لحمی نوراً، و فی دمی نورا، وفی شعری نورا، وفی بشری نورا، وعن یمینی نورا، وعن شمالی نورا، وأمامی نورا، وخلفی نورا، وفوقی نورا، و تحتی نورا، واجعلنی نوراً.“(۲)

---

(۱) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل الرابع، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/۳۰

(۲) صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۲/۹۳۵

☆ صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/۲۶۱ =

ہتھیلیاں

الٰہی! میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت و پوست و خون و استخوان اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کردے۔

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سننے والے نے انھیں ضیاے تابندہ، مہر درخشندہ اور نور الٰہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہہ رہا، حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ و خورشید پر غالب آتا۔ اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ ان کی روشنیاں اس کے حضور پھیکی پڑ جاتیں جیسے چراغ پیش مہتاب یا یکسر ناپدید و کالعدم ہو جاتیں جیسے ستارے حضور آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے:

”وإذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ.“(۱)

جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا۔

وصاف کی حدیث میں وارد ہے:

”یتلألؤ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر، أقنی العرنین، لہ نور یعلوہ، یحسبہ من لم یتأملہ أشم، أنور المتجرد.“(۲)

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا بُکا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن و تابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علی کل عضو من جسمہ الأنور الأعطر و بارك وسلم (اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

= جامع الترمذی، ابواب الدعوات، امین کمپنی، دہلی۔ ۲/۱۷۸

(۱) تاریخ دمشق الکبیر، باب ما روی فی فصاحۃ لسانہ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ ۴/۸و۹

☆ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثانی فصل وان قلت اکرمک اللہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ ۱/۴۶

☆ شمائل الترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطبوعہ: امین کمپنی، دہلی۔ ص۳

(۲) شمائل الترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطبوعہ: امین کمپنی، دہلی۔ ص۲

جسم انور معطر کے ہر عضو پر درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔ت)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كأن الشمس تجري في وجهه."(۱) گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔

اور فرماتے ہیں:

"وإذا ضحك، يتلألؤ في الجدر."(۲) جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہوجاتیں۔

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں:

"لو رأيت لقلت: الشمس طالعة."(۳) اگر تو انھیں دیکھتا، کہتا: آفتاب طلوع کررہا ہے۔

ابوقرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں:

"رأينا كأن النور يخرج من فيه."(۴) ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد، جب حضور پیدا ہوئے ان کی روشنی سے بصرہ اور روم و شام کے محل روشن ہوگئے۔ چند روایتوں میں ہے:

"أضاء له ما بين المشرق والمغرب."(۵)

آپ کے لیے مشرق سے مغرب تک منور ہوگیا۔

اور بعض میں ہے:

"امتلأت الدنيا كلها نوراً."(۶) تمام دنیا نور سے بھر گئی۔

حضرت آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں:

(۱) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثانی، فصل ان قلت اکرمک اللہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ ۱/۴۶
(۲) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثانی، فصل ان قلت اکرمک اللہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ ۱/۴۶
(۳) المواہب اللدنیہ عن ربیع بنت معوذ، المقصد الثالث، الفصل الاول، مطبوعہ: المکتب الاسلامی، بیروت۔ ۲/۲۲۳
(۴) مجمع الزوائد، بحوالہ الطبرانی، کتاب علامات النبوۃ، باب صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم، دار الکتاب، بیروت۔ ۸/۲۸۰
(۵) المواہب اللدنیہ، المقصد الاول، احادیث اخری فی المولد، مطبوعہ: المکتبہ اسلامی، بیروت۔ ۱/۱۳۰
(۶) الخصائص الکبریٰ، باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ من المعجزات، مطبوعہ: مرکز اہل سنت، گجرات، ہند۔ ۱/۴۷

"رأيت نورا ساطعا من رأسه قد بلغ السماء."(۱)

میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی:

''میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نور رخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی''۔(۲)

علامہ فاسی "مطالع المسرات" میں ابن سبع سے نقل کرتے ہیں:

"كان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يضيئ البيت المظلم من نوره."(۳)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے خانہ تاریک روشن ہوجاتا۔

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لیے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا یا انوار کے لیے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہیے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہیے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا عیاذاً باللہ! کثیف تھا اور جواس سے تحاشی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟

بالجملہ جب کہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرض استدلال میں لائے، جاہلانہ انکار، مکابرہ وکج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے، چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے؟ یا فقط اپنے منھ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے، ہم ارشادات

(۱) الخصائص الکبریٰ، باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ من المعجزات، مطبوعہ: مرکز اہل سنت، گجرات، ہند۔ ۱/۴۹
(۲) الخصائص الکبریٰ، بحوالہ ابن عساکر، باب الآیۃ فی وجہہ الشریف ﷺ، مرکز اہل سنت، گجرات، ہند۔ ۱/۶۲و۶۳
(۳) مطالع المسرات، شرح دلائل الخیرات، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ، فیصل آباد۔ ص ۳۹۳

علما سند میں لاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا؟؟

مجرد ماوشما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے۔

چه نسبت خاك را به عالم پاك. (مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ت)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف۔ وہ خود فرماتے ہیں:

"لست کمثلکم."(۱) میں تم جیسا نہیں۔

"ویروی: لست کھیئتکم."(۲) میں تمھاری ہیئت پر نہیں۔

"ویروی: أیکم مثلی؟"(۳) تم میں کون ہے مجھ جیسا۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ:

''حضور کا بشر ہونا نور درخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علیٰ نور ہیں۔''(۴)

پھر صرف اس قیاس فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کے بھی ہوگا، ثبوت سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل وادب سے کس قدر دور پڑتا ہے!

ألا أن محمدا بشر لا کالبشر بل هو یاقوت بین الحجر (۵)

(۱) المصنف لعبدالرزاق، کتاب الصیام، باب الوصال، حدیث نمبر ۷۷۵۲، المکتب الاسلامی، بیروت۔ ۴/ ۲۶۷
☆ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۲۶۳
☆ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النہی عن الوصال، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۳۵۱ و ۳۵۲
(۲) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النہی عن الوصال، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۳۵۱ و ۳۵۲
☆ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۲۶۳ و ۲۶۴
(۳) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النہی عن الوصال، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۳۵۱
☆ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۲۶۳
(۴) نسیم الریاض فی شرح شفاء، فصل ومن ذلک ماظہر من الآیات، مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات، ہند۔ ۳/ ۲۸۲
(۵) افضل الصلوات علی سید السادات، فضائل درود، مطبوعہ: مکتبہ نبویہ، لاہور۔ ص ۱۵۰

(خبردار! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں مگر کسی بشر کے مثل نہیں، بلکہ وہ ایسے ہیں جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت۔ت)

(صلی اللہ تعالیٰ علیه و الهٖ و أصحابه أجمعین و بارك و سلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات ثابتہ و خصائص صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا ہے!؟ ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود فرماتے ہیں:

"لایؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من ولد ه و والده والناس أجمعین." (۱)

تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کی اولاد، ماں باپ اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل وتکثیر مدائح میں مشغول رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام وسحر نفی محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جان برادر! تو نے کبھی سنا کہ تیرا محبّ تیرے مٹانے کی فکر میں رہے، اور پھر محبوب بھی کیسا! جان ایمان وکان احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بار تن نازک پر اٹھالیا۔ تمھارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا۔ تم رات دن لہو ولعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول، اور وہ شب و روز تمھاری بخشش کے لیے گریاں وملول۔

جب وہ جان رحمت وکان رأفت پیدا ہوا بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور 'رب هب لی أمتی'(۲)

(۱) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۷
☆ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ الرسول ﷺ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۴۹
(۲) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعۃ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/ ۱۱۱

(یا اللہ! میری امت کو بخش دے۔ت) جب قبر شریف میں اترا لب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ "امتی "[۱] (میری امت۔ت) فرماتے تھے، قیامت میں بھی انھیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیا علیہم السلام سے "نفسی، نفسی، إذھبوا إلی غیری"[۲] (آج مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ت) سنو گے اور اس غم خوار امت کے لب پر "یا ربی! أمتی "[۳] (اے رب! میری امت کو بخش دے۔ت) کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں: جب انتقال کروں گا صور پھونکنے تک قبر میں "امتی، امتی" پکاروں گا۔ کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ آواز جاں گداز اس معصوم، عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے کسی غافل و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔

وائے بے انصافی!! ایسے غم خوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور اس کی مدح وستائش و نشر فضائل سے آنکھوں کو روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشم خرد بین میں سرمہ انصاف لگا اور گوش قبول سے پنبہ اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب وملت کے عقلا سے پوچھنا؟ پھر اگر ایک منصف ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشر محاسن وتکثیر مدائح نہ دوستی کا مقتضی نہ رد فضائل ونفی کمالات غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا اور رسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کہ خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا، اور جس کی

(۱۔۲۔۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعۃ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۱/۱۱۱

شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے؟ آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضل الٰہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی، اور جواب بھی تیرے دل میں کوئی شک وشبہہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ "قمر التمام فی نفی الظل عن سید الأنام" علیہ وعلی اٰلہٖ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالٰی بیان شافی پائے گا اور مرشد کافی، ہم نے اس سراپا نور، تابندہ، درخشندہ، ذی شعاع واضاءت بلکہ معدن انوار وافضل مضیئات بلکہ درحقیقت بعد جناب الٰہی نام 'نور' انھیں کو زیبا، اور ان کے ماورا کو اگر 'نور' کہہ سکتے ہیں تو انہی کی جناب سے ایک علاقہ وانتساب کے سبب، اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لیے تین طریقے ہیں اور یہ بھی بیان کر دیا کہ پیشوان دین کا دأب ان معاملات میں ہمیشہ قبول وتسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا، نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ، اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ وابحاث لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالٰی لطف جاں فزا پائے گا۔

ولاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم، و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد و اٰلہٖ وأصحابہ وأصھارہ و أنصارہ و أتباعہ أجمعین إلی یوم الدین اٰمین! والحمد للہ رب العٰلمین.

www.Markazahlesunnat.com